

مظہر اسلام مولانا محمد السمعی صدیقی سندیلوی

"روزہ" حکمتیں، آداب، فضائل

اسلامی مہینوں میں ماہِ رمضان کا نام اس قدر مشہور ہے کہ جاہل مسلمان بھی اس سے واقف ہیں۔ اس کی شہرت کا سبب اس کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ایک عجیب مگر بہت حکمت آمیز عبادت کی جاتی ہے۔ جس کا نام عربی میں "صوم" اور اردو میں "روزہ" ہے۔

روزے کو میں نے عجیب عبادات اس لئے کہا کہ اس کی کوئی ظاہری شکل و صورت نہیں جسے کوئی دیکھ سکے۔ طلوعِ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی لطف اندوزی کو چھوڑ دینے اور ان سے احتراز کرنے کا نام "صوم" یعنی روزہ ہے۔ گویا روزہ کسی کام کے کرنے کا نام نہیں بلکہ چند کاموں کے ترک کرنے کا نام ہے۔ روزہ دار چلتا پھرتا اور بات چیت کرتا ہے، پڑھتا اور سوتا ہے مگر ہر حالت میں مصروفِ عبادت رہتا ہے۔ اور ان کاموں سے اس کی عبادت "صوم" میں کوئی خلل نہیں واقع ہوتا۔ دیکھنے والا اسے کسی عبادت میں مشغول نہیں پاتا اور نہ بتائے بغیر اسے اس کے روزہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

صومِ رمضان فرض ہے۔ اور بغیر عذر شرعی اسے چھوڑنا سنتِ گناہ اور اس کے فرض ہونے کا انکار کرنا کفر ہے۔ جو شخص صومِ رمضان کے فرض ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (البقرہ پ ۲)

"اے ایمان والو! تمہارے اوپر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے ہونے والی امتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

آیت سے روزِ روشن کی طرح روشن ہے کہ صومِ رمضان ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ حالتِ سفر میں جب سفر شرعی ہو یعنی کم از کم اڑنا لیس میل کی مسافت طے کرنے کی نیت ہو تو رمضان کا روزہ قضا کرنا اور سفر ختم ہونے کے بعد اس کی قضا رکھ لینا جائز ہے۔ اسی طرح بعض اور صورتیں بھی ہیں جن میں یہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اور بعض مجبوری کی حالتیں ایسی ہیں جنہیں روزے کے بجائے "فدیہ" یعنی مقررہ صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ ان مسائل یا صوم کے متعلق دوسرے مسائل کو کتبِ فقہ میں دیکھا یا کسی عالمِ دین سے دریافت کرنا چاہئے۔ یہ مختصر اشارہ اس لئے کر دیا گیا کہ پڑھنے والوں کو ضریعہ مطہرہ کی نرمی و سہولت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔ صوم کی یہ خصوصیت کہ وہ چھپا رہتا ہے اور کسی کو دکھایا نہیں جا سکتا نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے، اسے ریا

دکھاوے کے خطرے سے محفوظ اور اعلاص کے نور سے منور کر دیتی ہے۔ روزہ دکھاوے کے لئے نہیں رکھا جاسکتا۔ کیونکہ اگر ریا اور دکھاو مقصود ہو تو آدمی خلوت میں تو کھاپی سکتا ہے۔ جب خلوت میں بھی روزے سے رہتا ہے تو اس کے خلوص میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں باقی رہتی۔ اسی لئے ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کل عمل ابن ادم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعائمة ضعف۔ قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم ص ۱۷۲)

”ابن ادم کے ہر عمل (خیر) کی جزا دس گنی سے سات سو گنی تک ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سواروزے کے پس بیشک وہ (روزہ) مخصوص طور پر صرف میرے لئے ہوتا ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا۔“

عبادت میں صرف صوم کی خصوصیت ہے کہ اس میں ریا کی گنجائش نہیں یہ بات کسی عبادت میں نہیں پائی جاتی۔ دوسری عبادتوں مثلاً نماز، صدقہ وغیرہ میں ریا سے بچنے اور اعلاص پیدا کرنے کی کچھ نہ کچھ کوشش کرنا پڑتی ہے مگر روزے میں معمولی نیت ہی سے اعلاص خود نمود پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ریا کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ روزے کی اس خصوصیت کو سامنے رکھنے سے حدیث مذکور کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ صوم دوسروں کی نظروں سے مخفی ہوتا ہے اس لئے اس کی جزا بھی مخفی رکھی گئی اور وہ اتنے اونچے درجہ کی ہوگی کہ اس دنیا میں اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا گویا اسے عقل و تمیز سے بھی پوشیدہ کر دیا گیا تاکہ جب قیامت کے دن اس کی جزا عطا فرمائی جائے تو روزہ دار کو حیرت کے ساتھ مسرت بے پایاں بھی حاصل ہو کیونکہ جب کوئی نعمت یا ایک ملتی ہے تو اس کا لطف بڑھ ۱۰۰ ہے۔ خصوصاً جب وہ نعمت بہت بڑھی اور توقع سے بہت زیادہ ہو۔

صوم کی حکمتیں

شریعت اسلامیہ کے سب احکام سرایا حکمت ہیں۔ جہاں ہمیں حکمت نہ معلوم ہو سکے وہاں اپنے ذہن کا قصور سمجھنا چاہیے۔ ورنہ کوئی حکم شرعی بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں۔ روزے میں ایک حکمت نہیں بلکہ کئی حکمتیں ہیں۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں روزہ سرایا ایک حکمت عبادت ہے۔

یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ دنیا میں جو مشہور مذہب پائے جاتے ہیں مثلاً مسیحیت، ہندو مذہب وغیرہ ان سب میں روزے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور عبادات کا یہ طریقہ مختلف مذاہب کے پیروؤں میں رائج ہے۔ مگر شریعت اسلامیہ نے جس صوم کا حکم دیا ہے اس کی شان ہی جداگانہ ہے۔ اس میں فائدہ زیادہ اور تکلیف کم ہے۔ روزے کے بارے میں غور کیجئے کہ شریعت نے خدا کی مقدار میں کوئی کمی نہیں کی۔ عام طور پر آدھی دن رات میں تین دقت کھاتا ہے۔ صبح، دوپہر اور رات کو۔ شریعت نے تینوں کھانے قائم رکھے۔ صرف ان کے اوقات بدل دیئے۔ ناشتہ کا وقت بدل کر طلوع صبح صادق سے پہلے کر دیا۔ مغرب کے وقت افطار رکھا۔ جو دن کے کھانے کا قائم مقام ہے۔ اس کے بعد رات بھر میں جس وقت جی چاہے کھا سکتے ہیں۔ گویا جس کا جی چاہے رات کا کھانا بھی کھائے اور اس طرح

صا حاشیہ ص ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تین وقت پورے کر لے۔ بعض لوگ ویسے بھی دوہی وقت کھاتے ہیں۔ یعنی صبح و شام اس لئے رات کے وقت آزادی دے دی تاکہ ہر شخص اپنی عادت، سولت اور صحت کی مناسبت سے کھائے پئے۔ اس حکیمانہ طرز کا یہ اثر ہوتا ہے کہ روزے کی وجہ سے کوئی قابل ذکر کمزوری نہیں پیدا ہوتی جو کمزوری موسمی ہوتی ہے وہ وقتی ہوتی ہے جو رمضان ختم ہونے کے بعد بہت جلد زائل ہو جاتی ہے۔ وہ درحقیقت قلتِ غذا کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تبدیلِ عادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص مدت دراز تک روزے رکھتا رہے تو ایک مدت کے بعد اس کی کمزوری آہستہ آہستہ زائل ہونے لگے گی یہاں تک کہ اگر طبیعت روزے کی عادی ہو جائے تو کوئی کمزوری موسمی نہ ہوگی۔ ہاں اگر تسلیلِ غذا وغیرہ یا کسی دوسری وجہ سے کمزوری ہو جائے تو دوسری بات ہے مگر اسے روزے سے کیا تعلق؟ یہ کمزوری دوسرے سبب کا اثر ہے نہ کہ صوم کا۔

باوجود اس کے روزے کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی نفس کو شریعت کے ماتحت رکھنے کی قوت و صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے جس سے کام لیا جائے تو "تقویٰ" کی صفت نفس میں راسخ ہو جاتی ہے۔ اور یہ اعلیٰ درجہ کی صفت اور زبردست روحانی قوت صرف تبدیلِ عادت کی وجہ سے حاصل ہو جاتی ہے۔ نہ تسلیلِ غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کسی اور سنت مجاہدہ کی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان عادتوں کا غلام ہوتا ہے اور خلافِ عادت کسی بات کا کرنا یا کسی عادت کا ترک کرنا اس پر بہت شاق ہوتا ہے۔ لیکن جب کچھ دن اس تکلیف اور مشقت پر صبر کرتا ہے تو یہ گم ہو جاتی ہے۔ بلکہ ایک مدت کے بعد بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ یہ تکلیف جاتی ہے تو صبر اور خواہشِ نفس کے مقابلے کی قوت دیکر جاتی ہے۔ یہی قوت صوم کا بہت بڑا ثمرہ اور اس کا دایا ہوا بہت قیمتی ثمرہ ہے۔ جب یہ قوت و طاقت مسلمان میں بیدار اور قوی ہو جاتی ہے تو وہ نفس کی خلافِ شریعت خواہشوں اور گناہوں کے تقاضوں کا مقابلہ بھی نسبتاً سولت اور آسانی کے ساتھ کر لیتا ہے اور اگر اس قوت سے برابر کام لیتا رہے تو "تقویٰ" یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کاموں سے بچنے اور دور رہنے کی عادت اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو روزہ کا ایک اہم مقصد ہے۔

۲۔ روزے میں ایک لطیف حکمت یہ ہے کہ اس سے انسان کو اپنی انسانیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کو ایک مشابہت ملائکہ کے ساتھ حاصل ہے اور ایک حیوان کے ساتھ یعنی اس میں ملکوتیت و حوانیت دونوں چیزوں کا استراحت ہے۔ ملکوتیت کا تقاضا اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت ہے اور حیوانیت کا تقاضا کھانا پینا اور جنسی خواہش پوری کرنا ہے۔ یہ حیوانی تقاضے جب مدت تک پورے ہوتے نہیں تو ان کے مناسب جذبات و میلانات اور اخلاق کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور انسان بھولنے لگتا ہے کہ میں انسان ہوں اور میرے اندر ملکوتیت کا جو جزو ہے وہی ارفع اور اعلیٰ ہے اور اسی کو ترقی دینا مقصدِ حیات بلکہ مقصدِ وجود ہے۔ روزہ بھی بھول کو دور کر دیتا ہے۔ روزہ دار کو احساس ہوتا ہے کہ میں حیوان نہیں ہوں جو کھانے پینے وغیرہ، نفس کی طبعی خواہشوں کا غلام بنا رہوں اور نفس کی ہر فرمائش پوری کرتا رہوں۔ یہ احساس بہت قیمتی چیز ہے۔ یہ انسان کے دل میں روحانی ترقی اور بارگاہِ الحق میں قرب حاصل کرنے کا شوق پیدا کرتا ہے جو مقصدِ عظیم کی جانب پلٹا دیتا ہے۔

۳۔ کھانے پینے وغیرہ لذات کو ترک کر کے روزہ دار ان لوگوں کی حالت کا احساس پیدا کر سکتا ہے جنہیں ضروریات

زندگی حاصل کرنے میں بھی دشواری ہوتی ہے جو اسے ان کی امداد پر ابھارتی ہے یہ صورت معاشرے کے لئے بھی مفید ہے اور روزے دار کے لئے بھی۔

۴۔ روزہ عام حالات میں صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ اس وجہ سے آفاتِ ہضم کو کچھ آرام مل جاتا ہے۔ اور جسم کے بہت سے فضول اور فاسد مادے تحلیل ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اعضاء میں غذا کو جذب اور ہضم کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کے بعد جب آدمی معمول کے مطابق غذا کھاتا ہے تو اس سے قوت بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے اور رمضان میں پیدا ہونے والے ضعف کی تلافی جلد ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں مشاہدہ ہے کہ روزہ دار عام طور پر روزوں کے دوران بہت کم بیمار ہوتا ہے۔

۵۔ روزہ دار صبر کا عادی ہو جاتا ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی کلید ہے۔ بے صبری کی عادت دونوں جہانوں میں نقصان اور خسارے کا سبب ہے۔

۶۔ رمضان المبارک میں سب مسلمان روزے رکھتے ہیں اور رات کو تراویح پڑھتے ہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت کی فضا بن جاتی ہے۔ جس میں تقویٰ اور برہمیز نگاری کی خوشبو ہوتی ہے۔ اس فضا سے کم و بیش ہر شخص متاثر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کے قلب کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بڑھتا ہے۔

تنبیہ ضروری ہے: یاد رکھنا چاہیے کہ پورے رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اور بغیر عذر شرعی ایک روزہ کا ترک کرنا بھی سخت گناہ ہے۔

روزے کے آداب

روزہ کوئی رسم نہیں بلکہ عبادت ہے۔ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ اگر اس میں گناہوں کی آسیریش کی جائے تو یہ بات بہت افسوسناک ہوگی اور ایسا روزہ بارگاہِ الہی میں قبول نہیں ہو سکتا ایسے روزے سے فرض تو ادا ہو جاتا ہے مگر اس پر وہ اجر نہیں ملتا جس کا وعدہ صوم پر کیا گیا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ ورنہ گناہوں سے مخلوط روزہ تو اس قابل بھی نہیں ہوتا کہ اس سے فرض ادا ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کرم اور ان کی رحمت ہے کہ ان کے قانون میں اس سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اس لئے روزہ ترک کرنے سے تو بہر حال یہ روزہ بھی بہتر ہے۔ مگر ایسے روزے سے اصل مقصد یعنی رنائے الہی کا حصول نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص روزے میں گناہ کی باتوں اور ان پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ (مسئلۃ) ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاجت تو کسی چیز کی بھی نہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا اور اس پر کوئی ثواب نہ ملے گا۔

بعض گناہ جن میں لوگ زیادہ مبتلا ہوتے ہیں

یوں تو ہمیشہ ہر گناہ سے بچنا چاہیے۔ خصوصاً روزے کی حالت میں تو اور زیادہ احتیاط کی حاجت ہے مگر بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن میں عام طور پر لوگ زیادہ مبتلا ہوتے ہیں اور بظاہر وہ گناہ چھوٹے معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ

بقیہ صفحہ ۱۵ پر دیکھیں۔